

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## نحوست کی نذر ماہِ صفر

(عوام کا زاویہ فکر اور شرعی نقطہ نظر)

جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق فرمائی اس دن سے اللہ کے یہاں مہینوں کی تعداد بارہ ہے جن میں دوسرا مہینہ **صفر** کہلاتا ہے۔ ”إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ...“ ”مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک کتاب اللہ میں بارہ ہے، اسی دن سے جب سے آسمان و زمین کو اس نے پیدا کیا ہے۔۔۔۔۔ (سُورَةُ التَّوْبَةِ/۳۶)

زمانہ جاہلیت میں اہل مکہ، مکہ سے سفر کرتے اور مکہ کو خالی چھوڑ دیتے، یا دیگر قبیلوں سے جنگ کرتے اور مخالف دشمن کو بے سرو سامان کر دیتے تھے، ان جیسی وجوہات ماہِ صفر کی وجہ تسمیہ ہیں۔ (لسان العرب لابن منظور)

قدیم زمانہ سے عصر حاضر تک چیل، اُلو، کوئے، جیسے پرندوں، بعض ناموں، ۱۳ اور ۱۳ جیسی دیگر اعداد، قینچی چلنے، چیل الٹی ہونے، بلی کا راستہ کاٹنے یا گھر سے نکلتے وقت پیچھے سے کوئی پکارنے یا چھینکنے جیسے کاموں، منگل یا چہار شنبہ جیسے دنوں یا **صفر** جیسے مہینوں کو منحوس سمجھا جاتا ہے، لہذا بعض لوگ ماہِ صفر میں خوشی منانے، شادی کرنے، کاروبار کا افتتاح کرنے اور سفر کرنے سے ڈرتے ہیں، ماہِ صفر کی ۱۲ تاریخ کی رات سر کے پاس انڈے، تیل، ماش کی دال، وغیرہ رکھنے کے بعد صبح میں تیرہ تیزی کے نام سے ان چیزوں کو صدقہ کی شکل میں تقسیم کرتے ہیں، ماہِ صفر کے آخری چہار شنبہ کو چاشت کے وقت خصوصی طور پر چار رکعت نفل نماز ادا کرتے ہیں، اس دن اہتمام کے ساتھ غسل کرنے کے بعد عمدہ لباس اور چاندی کے جھلے پہن کر ہریالی پر چلنے کے لیے تفریحی مقامات پر جاتے ہیں، اسی شب مغرب تا عشاء مساجد میں جمع ہوتے ہیں، طشتریوں پر مختلف آیتیں لکھتے ہیں، انھیں دھو کر ان کا پانی پیتے ہیں، اور ان طشتریوں کو آپس میں بطور تحفہ دیتے ہیں، جب کہ ان تمام کاموں کا شریعت سے کوئی ثبوت نہیں ہے اور نہ ہی ان کاموں کو انبیاء، خلفاء، جلیل القدر ائمہ و علمائے اولیاء اور صلحاء میں سے کسی نے انجام دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (لَا صَفَرَ) (صحیح بخاری و صحیح مسلم بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) یعنی جس طرح جنگ کے لیے ماہِ محرم کو ماہِ صفر تصور کر لینا منع ہے، (سنن ابی داود، کتاب الطب، باب فی الطیرة، بقول امام مالک رحمہ اللہ)

پیٹ کی کوئی بیماری فی نفسہ متعدی نہیں ہوتی ہے، (صحیح بخاری، کتاب الطب، باب لا صفر، بقول امام بخاری رحمہ اللہ) اسی طرح صفر کا مہینہ منحوس نہیں ہوتا ہے لہذا اس سے بد شگون نہیں لینا چاہیے۔ (لطائف المعارف لابن رجب ۷۴/۱)

اردو تصنیفات اور جنتریوں میں عموماً ماہ صفر کو **صفر المظفر** لکھا جاتا ہے اور جدید عربی کتابوں میں **صفر الخیر** لکھا ہوتا ہے جو نامناسب ہے بلکہ بدعت کو بدعت سے اور جہالت کو جہالت سے دور کرنے کے مترادف ہے۔

(مجموع فتاویٰ و رسائل ابن عثیمین رحمہ اللہ ۱۴/۲)

برا شگون لیتے ہوئے کسی کو منحوس سمجھنا منع ہے کیونکہ عہد نبوت میں بعض افراد نے بد شگونی کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”جس کام کے متعلق نحوست یا برے شگون کا دل میں کھٹکا ہو تو لازمی طور پر وہ کام کر گزریں اور اس کام سے ہر گز نہ رکیں“ (صحیح مسلم بروایت معاویہ بن حکم السلسی رضی اللہ عنہ) ”اور اگر بد شگونی لیتے ہوئے کوئی اپنے کسی کام سے رک جائے تو یقیناً اس نے شرک کیا“، (مسند احمد بروایت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بسند صحیح) بلکہ ”وہ منافق ہو گیا“، (مصنف ابن ابی شیبہ ۴۳/۹ بقول ابوالدرداء رضی اللہ عنہ) بد شگونی لینے والے جنت میں بغیر حساب و کتاب داخل ہونے کی فضیلت سے محروم ہو جائیں گے، (صحیح بخاری و صحیح مسلم بروایت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ) ”اور جو بد شگونی لے یا جس کے لیے بد شگونی لیا جائے وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں ہے“، (مسند البزار بروایت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بسند صحیح) کیونکہ ”برا فال اور بد شگونی لینا یقینی طور پر کھلا شرک ہے“۔ (سنن ابی داؤد بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بسند صحیح)

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ایک سفر پر تھے تو ہرئیں سعد رضی اللہ عنہ کی جانب آئیں، اور جب سعد رضی اللہ عنہ سے قریب ہوئیں تو واپس لوٹ گئیں، اس پر کسی شخص نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے امیر! آپ واپس ہو جائیں، تو سعد رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے فرمایا کہ مجھے بتلاؤ کہ ہرنوں کی کس چیز سے تم نے بد شگونی لی، کیا جب وہ میری جانب آئیں تو ان کی سینگوں سے یا جب لوٹ گئیں تو ان کی دموں سے؟ پھر فرمایا کہ بے شک بد شگونی لینا شرک کا دروازہ بلکہ ایک حصہ ہے، (مصنف ابن ابی شیبہ ۴۱/۹ بروایت زیاد بن ابی مریم رحمہ اللہ) اور سعد رضی اللہ عنہ اس آدمی کے کہنے کے باوجود اپنی سواری سے نہیں اترے بلکہ سفر کے لیے روانہ ہو گئے۔ (مصنف عبد الرزاق، باب الطیرۃ)

بعض لوگ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو ایک کو آواز لگاتے ہوئے گزرا اس پر قوم کے کسی شخص نے کہا خیر خیر (بھلا ہو بھلا ہو) تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا نہ خیر و بھلا ہوگا اور نہ ہی شر و نقصان ہوگا۔ (فتح الباری لابن حجر شرح صحیح البخاری، کتاب الطب، باب الفأل، بقول عکرمہ رضی اللہ عنہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے اللہ کے رسول ! ہم کسی گھر میں تھے جس میں ہماری تعداد اور دولت بہت تھی تو جب کسی اور گھر میں منتقل ہوئے تو ہماری تعداد اور دولت کم ہو گئی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ برا گھر ہے اسے چھوڑ دو“ (سنن ابی داؤد -

بسنند حسن)

مذکورہ حدیث بظاہر گزشتہ موضوع کے مخالف ہے جب کہ دین میں کسی قسم کا ٹکراؤ نہیں، لہذا اس ظاہری تعارض کو رفع کرنے کے لیے علماء نے متعدد باتیں ذکر کی ہیں، جن میں سے بعض یہ ہیں :

(1) گھر چھوڑنے کی ہدایت اس لیے دی گئی تاکہ ان کی وحشت، نا پسندیدگی اور کراہت دور ہو جائے۔ (شرح السنۃ للبیہق

۱۲/ ۱۷۹)

(2) گھر تبدیل کرنے کی تجویز اس وجہ سے دی گئی کیونکہ وہاں کی ہوا ان کی طبیعت کے موافق نہیں تھی۔ (عون

المعبود شرح سنن ابی داؤد لبحمد شمس الحق العظیم آبادی، کتاب الطب، باب ف الطیورۃ)

(3) شبہ کے مکمل ازالہ اور وہم کے بالکل خاتمہ کے لیے گھر سے منتقل ہونے کی اجازت دی۔ (النهاية ف غریب

الحديث والأثر لابن الأثیر مادة ذم)

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ”بد شگوننی اور نحوست صرف اور صرف تین میں ہے، گھوڑے میں، عورت میں، اور گھر میں“

سابقہ حدیث کی طرح یہ حدیث بھی بظاہر گزشتہ مضمون سے ٹکراتی ہے حالانکہ دین میں کسی بھی قسم کا اختلاف نہیں ہے، اسی لیے دیگر ثابت احادیث کے پیش نظر علماء نے اس حدیث کے متعدد مفہوم بیان کیے ہیں، جن میں سے بعض یہ ہیں:

(1) اگر کچھ بھی نحوست درست ہو سکتی تھی تو گھوڑا، عورت اور گھر میں ہوتی تھی۔ (صحیح مسلم بروایت ابن عمر رض اللہ

عنہما)

(2) عورت کی نحوست سے مراد شوہر کو عورت بری دکھائی دینا، شوہر کے ساتھ اسکا زبان درازی کرنا، شوہر کی غیر

موجودگی میں اپنے نفس کی عصمت اور شوہر کے مال و دولت میں بے بھروسہ ہونا ہے، سواری کی نحوست کا مطلب

سواری کا سُست رفتار اور تکلیف دہ ہونا ہے، گھر کی نحوست یعنی گھر کی تنگی اور گھر کے اندر ضروری سامان کی کمی

ہے۔ (مستدرک حاکم بروایت سعد رض اللہ عنہ بسند حسن)

(3) یہ حدیث زمانہ جاہلیت کے لوگوں کے متعلق ہے کہ وہ ان تینوں کو منحوس سمجھتے اور ان تینوں سے بد شگوننی

لیتے تھے۔ (مسند احمد بروایت ابو حسان رحمہ اللہ بسند صحیح بقول عائشہ رض اللہ عنہا)

(4) ۳- بد شگونى اور نحوست كى كچھ بهى حقيقت نهى، بلكه ان تينوں ميں كبهى بركت پائى جاتى هے۔ (سنن ابن ماجه

بروايت مخبرين معاويه رض الله عنه بسند صحيح)

**ماه صفر ۲ هجرى** ميں خليفهء راشد امير المؤمنين حضرت على رضى الله عنه كا جَنَّتى خواتين كى سردار حضرت فاطمه رضى الله عنها سے نكاح هوا۔ (تأريخ الأمم والبلوك للطبرى ۱۵/۲)

**ماه صفر ۶ يا ۷ هجرى** ميں مسلمانوں نے خيبر فتح كيا۔ (زاد البعاف هذ خير العباد لابن القيم ۳۴۰/۳)

**ماه صفر ۹ هجرى** ميں قبيلهء عذره نے اسلام قبول كيا، اور رسول الله صلى الله عليه وسلم نے انهيں ملك شام فتح هو نے كى خوش خبرى سنائى۔ (زاد البعاف هذ خير العباد لابن القيم ۲۵۷/۳)

لهذا ماه صفر ياكسى الله كى مخلوق كو برا شگون ليتے هوے منحوس سمجھنا منع هے بلكه هر مسلم پر لازم هے كه الله پر توكل كرتے هوے الله كے ساتھ حُسنِ ظن ركھے، بد شگونى كے دينوى واخروى نقصانات كے مدِ نظر نفس كے ساتھ مجاهده كرتے هوے تقدير پر ايمان لائے كيو نكه مستقبل كا خير وشر الله هى كے علم ميں هے۔ والله اعلم۔

دعاء هے كه الله تعالى هميں دين كى صحيح سمجھ اور اس پر عمل كى توفيق دے 'كتاب وسنت' صحابه كرام' ائمہ عظام اور اولياء الله سے محبت والفت عطا فرمائے اور عقائد، عبادات ومعاملات ميں سلف صالحين اور خير القرون كے طرز پر اخلاص واستقامت مرحمت فرمائے۔ آمين وصلى الله على النبى وسلم۔

دعاؤں كا طالب

**سيد حسين عمرى مدنى** سلمه الله ووفقه

ناظم تعليمات جامعه خولۃ السلفية باركس حيدرآباد